از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 23 نومبر 1955

مندرجہ معاملہ میں

عدالت عظمیٰ کا ایک وکیل

[بی کے مکھرجے، چیف جسٹس، ایس آر داس اور وینکٹاراما آئیر جسٹس صاحبان]

بار کونسلز ایکٹ - پیشہ ورانہ صلاحیت کے علاوہ دیگر صلاحیتوں میں بدسلوکی - عدالت کا دائرہ اختیار - بار کونسلز ایکٹ (XXXVIII، سال 1926)، دفعہ 10 - عدالتِ عظمیٰ قواعد، آرڈر IV، قاعدہ 30-

بار کونسلز ایکٹ کا دفعہ 10 عدالت دائرہ اختیار کو یہ عطا کرتا ہے کہ وہ کسی وکیل کے خلاف نہ صرف پیشہ ورانہ بدانتظامی بلکہ کسی بھی دوسری صلاحیت میں کی جانے والی بدانتظامی کے لیے تادیبی کارروائی کرے اور یہ عدالت کی صوابدید پر چھوڑ دیتا ہے کہ وہ ایسی کارروائی کرے جو وہ کسی بھی مناسب معاملے میں مناسب سمجھے۔

بمبئی کے ایڈوکیٹ جنرل بنام تین وکلاء ([1934] آئی ایل آر 59 بمبئی 57)، ایک وکیل کے معاملے میں ([1936] آئی ایل آر 63 کلکتہ 867) اور مندرجہ وکیل کے معاملے میں (آئی ایل آر۔ [1943] مدراس 595)، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مندرجہ تھامس جیمز والیس کے معاملے میں ([1866] ایل آر 1 پی سی 283)، اور مندرجہ بنارس کے ایڈوکیٹ کے معاملے میں (اے آئی آر [1932] الہ آباد 492) کو ناقابل اطلاق قرار دیا گیا۔

نتیجتاً، ایسے معاملے میں جہاں بمبئی ممنوعہ قانون کے تحت کسی مقدمے میں ملزم کے طور پر پیش آنے والا وکیل ٹرائل مجسٹریٹ کے ساتھ مسلسل بدتمیزی اور توہین آمیز تھا اور اس نے مقدمے کو روکنے اور انصاف کے انتظام کو توہین عدالت میں لانے کے لیے اپنے اختیار میں سب کچھ کیا، وہ بدانتظامی کا مجرم تھا اور اس طرح اسے عمل سے معطل کیا جا سکتا تھا۔

Dذاتی طور پر

ایم سی سیتلواڈ، اٹارنی جنرل برائے بھارت، بطور عدالتی معاون۔

23.1955نومبر۔

عدالت کا فیصلہ داس جسٹس نے دیا۔

یہ قاعدہ اس عدالت نے بمبئی عدالت عالیہ سے ایک رپورٹ موصول ہونے کے بعد اس عدالت قواعد کے حکم نمبر 4، قاعدہ 30 کے تحت جاری کیا تھا کہ عدالت عالیہ نے دیوانی درخواست نمبر 1506، سال 1955 میں 13 اکتوبر 1955 کو اپنے حکم سے مدعا علیہ کو مذکورہ حکم کی تاریخ سے ایک سال کی مدت کے لیے اس عدالت عالیہ کے وکیل کی حیثیت سے کام کرنے پر روک لگا دی گئی تھی۔ قاعدے کے مطابق مدعا علیہ کو وجہ دکھانے کی ضرورت ہے کہ کیوں، مذکورہ بالا بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم میں مذکور معاملے کے پیش نظر، اس عدالت ذریعے اس کے خلاف مناسب کارروائی، تادیبی یا دوسری صورت میں نہیں کی جانی چاہیے۔

مدعا علیہ بمبئی عدالت عالیہ میں کچھ موقف کا وکیل ہے اور اس طرح اس عدالت میں وکیل کے طور پر بھی اندراج کیا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سال 1953 کے ابتدائی حصے میں ایڈوکیٹ پر بمبئی کے پریذیڈنسی مجسٹریٹ میں سے ایک جناب سوناوانے کے سامنے بمبئی ممنوعہ قانون کے تحت جرم کرنے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ یہ مقدمہ جولائی 1953 سے نومبر 1953 تک جاری رہا۔ 18 نومبر 1953 کو مجسٹریٹ نے وکیل کو اس جرم کا مجرم قرار دیا جس کے لیے اس پر الزام عائد کیا گیا تھا اور اسے ایک ماہ کی قید بامشقت اور 201 روپے جرمانے اور جرمانے کی ادائیگی نہ

کرنے پر چار ہفتوں کی قید با مشقت کی سزا سنائی۔ وکیل نے عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی۔ 24 فروری 1954 کو عدالت عالیہ نے سزا کو برقرار رکھا لیکن سزا کو صرف ایک ہزار روپے کے جرمانے میں تبدیل کر دیا۔

اس دوران، 25 نومبر 1953 کو ٹرائل مجسٹریٹ، جناب سوناوانے نے بمبئی عدالت عالیہ کے رجسٹرار (بطرفِ اپیل گزار) کو اس وکیل کے طرز عمل کے بارے میں ایک رپورٹ پیش کی جو ذاتی طور پر اس کے سامنے ملزم کے طور پر پیش ہوا۔ اس رپورٹ پر غور کرنے پر بمبئی عدالت عالیہ کے معزز چیف جسٹس نے وکیل کے طرز عمل کی تحقیقات کے لیے بار کونسل کے تین ارکان پر مشتمل ایک ٹریبونل تشکیل دیا۔ ٹریبونل نے وکیل کے خلاف سمن جاری کرتے ہوئے مطلع کیا کہ وہ اس کے طرز عمل کی تحقیقات کرے گا جیسا کہ اس میں انکشاف کیا گیا ہے:-

(a) 25 نومبر 1953 کی رپورٹ جس میں شری ٹی اے سوناوانے، B.A، LL.B، پریذیڈنسی مجسٹریٹ، 18 ویں عدالت، گرگام، بمبئی، رجسٹرار، عدالت عالیہ، بطرفِ اپیل گزار، بمبئی کو، کیس نمبر 593/P، سال 1953 کے حوالے سے ان کے ذریعے مقدمہ چلایا گیا، اور

(b) بمبئی کی با اختیار عدالتِ عالیہ کے ذریعے فوجداری اپیل نمبر 1532، سال 1953 (فوجداری اپیل نمبر 1564، سال 1953 کے ساتھ) میں درج قابل فیصلہ جس میں مذکورہ بالا مقدمے میں مذکورہ مجسٹریٹ کے ذریعے اس کے خلاف منظور کیے گئے فیصلے اور سزا کے حکم کو برقرار رکھا گیا ہو۔

ایسا لگتا ہے کہ بار بار اعتراضات اور مدعا علیہ کی طرف سے دائر درخواستوں کی وجہ سے کارروائی کسی حد تک طویل ہو گئی تھی لیکن بالآخر 16 مارچ 1955 کو یا اس کے آس پاس مدعا علیہ نے بار کونسل ٹریبونل کے سکریٹری کو اپنے ذریعے لکھے گئے خط کی ایک کاپی رجسٹرار، عدالت عالیہ، بمبئی کو ارسال کی اور ٹریبونل سے درخواست کی کہ وہ اپنے خلاف لگائے گئے الزامات کے اعتراف جرم کے حوالے سے عدالت عالیہ کو ایک رپورٹ بھیجے۔ انہوں نے ٹریبونل کا وقت ضائع کرنے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے خط کا اختتام کیا۔ رجسٹرار کو لکھے گئے اپنے خط میں مدعا علیہ نے ایک علیحدہ

تحریری معافی نامہ منسلک کیا جس میں غیر مشروط طور پر اپنی اس دلیل کو واپس لیا کہ ٹریبونل کے سامنے کی کارروائی کو قانون کے لحاظ سے غلط سمجھا گیا تھا اور یہ تسلیم کیا کہ عدالت عالیہ کو قانون کے لحاظ سے اس معاملے کو بار کونسل ٹریبونل کو بھیجنے کا مکمل اختیار حاصل ہے اور مزید یہ کہ جناب سوناوانے نے اپنی رپورٹ میں جو بیانات دیے تھے وہ سچ تھے سوائے دو معاملات کے جن میں اس میں وضاحت کی گئی تھی۔ 28 مارچ 1955 کو مدعاعلیہ نے اپنی پچھلی معافی کی وضاحت اور تکمیل کرتے ہوئے ایک اضافی بیان پیش کیا۔ اس کے بعد ٹریبونل نے عدالت عالیہ کو ایک رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ کے ذریعے ٹریبونل نے مدعاعلیہ کے اپنے اعتراف پر جناب سوناوانے کی رپورٹ میں لگائے گئے الزامات کو ثابت کرنے کا فیصلہ کیا اور سفارش کی کہ مدعاعلیہ کے طرز عمل کا انتہائی سنجیدہ نوٹس لیا جانا چاہیے۔ سمن میں دوسری شے کے حوالے سے ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ ممنوعہ قانون کے تحت مدعاعلیہ کی محض سزا بھارتیہ بار کونسل ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت پیشہ ورانہ یا دیگر بدانتظامی کے مترادف نہیں ہے اور اس لیے اسے اس الزام کا مجرم نہیں پایا گیا۔

اس رپورٹ پر غور کرنے پر عدالت عالیہ نے مدعاعلیہ کو معاملے کی حتمی سماعت کے لیے نوٹس جاری کیا۔ یہ معاملہ 13 اکتوبر 1955 کو چیف جسٹس اور جسٹس ٹنڈولکر پر مشتمل بنچ کے سامنے حتمی نمٹارے کے لیے پیش کیا گیا۔ مدعاعلیہ کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے مدعاعلیہ کی جانب سے نااہل اور غیر مشروط معافی کی پیشکش کی اور استدعا کی کہ انصاف کے مقاصد پورے ہوں گے اگر عدالت صرف مدعاعلیہ کو انتباہ دے۔ ٹریبونل کی رپورٹ پر غور کرنے کے بعد عدالت عالیہ نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ مدعاعلیہ کی بدانتظامی اتنی سنگین اور اتنی سنگین تھی کہ اس پر روک تھام کی سزا عائد کی جانی چاہیے۔ اس کے مطابق، ہر چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے، عدالت عالیہ نے مدعاعلیہ کو اس حکم کی تاریخ سے ایک سال کے لیے پریکٹس سے معطل کر دیا۔ اس عدالت میں اپیل کے لیے فٹنس سرٹیفکیٹ کے لیے مدعاعلیہ کی درخواست مسترد ہونے کے بعد، مدعاعلیہ نے ہمارے سامنے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دائر کی۔ تاہم، اس درخواست کو ہم نے مسترد کر دیا ہے۔ تادیبی کارروائی کے اصول سے اب نمٹنا باقی ہے۔

اصول کے جواب میں مدعا علیہ نے وجہ ظاہر کرتے ہوئے درخواست دائر کی ہے۔اس درخواست کا پیراگراف 7 مندرجہ ذیل ہے:-

"7. یہ کہ 18 ویں عدالت قابل پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی رپورٹ، مقدمے کی سماعت کے دوران پیش آنے والے واقعات کا انتہائی مبالغہ آمیز، مسخ شدہ اور واضح طور پر غلط ورژن ہے۔اور ان حالات کو دیکھتے ہوئے جن کے تحت درخواست گزار کو کم و بیش ذلت آمیز معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا تھا، اس معزز عدالت کو یہ ہدایت دیتے ہوئے خوشی ہوگی کہ اس معاملے میں اس معزز عدالت ذریعے یا اس کی ہدایات کے تحت مناسب تحقیقات کی جائیں۔"

ہمارے سامنے ذاتی طور پر پیش ہوتے ہوئے مدعا علیہ نے ایک خاص شدت کے ساتھ دعوی کیا ہے کہ ٹریبونل کے سامنے اس کا کوئی منصفانہ سودا نہیں ہوا تھا، کہ ٹریبونل کو تحقیقات میں داخل ہونے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا کیونکہ شکایت کی گئی بدانتظامی اس نے وکیل کی حیثیت سے نہیں کی تھی، کیونکہ وہ ممنوعہ مقدمے میں ملزم کے طور پر ذاتی طور پر پیش ہوا تھا، کہ ٹریبونل نے ایک مرحلے پر یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ اس کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے لیکن اسے سماعت دیے بغیر اس فیصلے پر واپس چلا گیا تھا اور اس سوال کا فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا تھا، کہ ٹریبونل کوئی باضابطہ الزام وضع کرنے میں ناکام رہا، کہ اس نے درخواست کی تھی۔ دائرہ اختیار کی کمی کی وجہ سے کارروائی کو کالعدم قرار دینے کے لیے آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ میں درخواست دائر کی گئی لیکن عدالت عالیہ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا تھا اور اسے اس عدالت میں اپیل کے لیے فٹنس کا سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کر دیا تھا اور مختلف دیگر معاملات کی طرف اشارہ کیا تھا جنہیں انہوں نے ٹریبونل کی طرف سے بدگمانی اور طرفداری ظاہر کرنے کے طور پر پیش کیا تھا۔

مدعا علیہ کو اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کی اس کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا ہے، اس قاعدے میں، ہم بمبئی عدالت عالیہ میں یا بار کونسل کے ٹریبونل کے سامنے کارروائی سے متعلق نہیں تھے جیسا کہ اس عدالت نے عدالت عظمیٰ کے ایک سینئر وکیل جناب جی[1] کے معاملے میں مشاہدہ کیا تھا۔اس کے بعد مدعا علیہ

نے اپنی درخواست کے پیرا گراف 7 کا حوالہ دیا جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اور اس عدالت سے کہا کہ وہ اس معاملے کی نئی تحقیقات کرے۔ بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے سے جس کا حوالہ یہاں جاری کردہ قاعدے میں دیا گیا ہے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نے جناب سوناوانے کی رپورٹ میں موجود ہر چیز کی سچائی کو تسلیم کیا تھا سوائے صرف دو معاملات کے۔ اپنی موجودہ درخواست میں وجہ ظاہر کرتے ہوئے وہ اس مبہم الزام کے علاوہ کہ رپورٹ مقدمے کی سماعت کے دوران پیش آنے والے واقعات کا مبالغہ آمیز، مسخ شدہ اور واضح طور پر غلط ورژن ہے، اس میں کسی خاص بیان کا حوالہ نہیں دیتے جو مبالغہ آمیز، مسخ شدہ یا غلط ہو۔ جناب سوناوانے کی رپورٹ میں بیانات کی سچائی کے ان کے غیر مشروط اعتراف کے پیش نظر ہم انہیں اس طرح کے مبہم الزامات پر واپس جانے کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں جو ان کی درخواست کے پیرا گراف 7 میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارے لیے اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ عدالت عالیہ اور اس عدالت وکیل کے ذمہ دار عہدے پر فائز شخص کو عدالت ساتھ اس طرح کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جس طرح اس وکیل نے کیا ہے۔ انہوں نے رپورٹ کی درستگی کا اعتراف کیا، اپنے جرم کا اعتراف کیا اور واضح طور پر اس امید پر غیر مشروط معافی مانگی کہ وہ محض معافی مانگ کر اس سے بچ جائیں گے۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ عدالت عالیہ کے ساتھ حکمت عملی کام نہیں کر رہی تھی جیسا کہ اس نے توقع کی تھی، اب وہ تحقیقات کا مطالبہ کر کے اپنے ہتھکنڈوں کو تبدیل کرنا چاہتا ہے جس سے اس نے خود اپنے اعتراف اور معافی کے ذریعے گریز کیا تھا۔ ہم اسے ایسا کرنے کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم نے جناب سوناوانے کی رپورٹ کو احتیاط بذریعے دیکھا ہے اور ہم خود کو عدالت عالیہ کے ساتھ پوری طرح قرارداد پاتے ہیں جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس رپورٹ کو پڑھنا انتہائی افسوسناک ہے۔ مجرمانہ مقدمے میں مدعا علیہ کا طرز عمل، جیسا کہ عدالت عالیہ نے نشاندہی کی تھی، کسی بھی معیار کے لحاظ سے مکمل طور پر ناقابل معافی تھا۔ یہ مدعا علیہ کی طرف سے مجسٹریٹ کے ساتھ بدتمیزی اور توہین کرنے، مقدمے کو روکنے اور انصاف کے انتظام کو توہین عدالت میں لانے کے لیے اپنے اختیار میں سب کچھ کرنے کی مسلسل اور مسلسل کوشش کا انکشاف کرتا ہے۔ اس طرح کا طرز عمل، ہماری رائے میں، شدید مذمت کے لائق ہے۔

مدعاعلیہ نے ہماری توجہ مندرجہ تھامس جیمز والیس کے معاملے میں ([1]) کے معاملے کی طرف مبذول کرائی ہے جس کی پیروی مندرجہ این بنارس کے ایک ایڈوکیٹ کے معاملے میں ([2]) کی گئی تھی۔ ہم یہ تصور نہیں کرتے کہ پریوی کونسل نے قانون کی کوئی مقررہ اور سخت حکمرانی قائم کرنے کا ارادہ کیا تھا یا اس راستے کی نشاندہی کرنے سے زیادہ کچھ کیا تھا جو اس معاملے کے حالات میں معقول، تسلی بخش اور آسان سمجھا جاتا تھا اور الہ آباد کیس نے صرف اسی کی پیروی کی۔ جیسا کہ بمبئی عدالت عالیہ کی فل بنچ نے ایڈوکیٹ جنرل آف بمبئی بنام تین وکلاء ([3]) میں فیصلہ دیا ہے، ہندوستانی قانون سازیہ نے بھارتیہ بار کونسلز ایکٹ کی دفعہ 10 میں "پیشہ ورانہ یا دیگر بدانتظامی" کے الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے عدالت کو بدانتظامی کے تمام معاملات میں کارروائی کرنے کے لیے تادیبی دائرہ اختیار فراہم کرنے کا ارادہ کیا ہے، چاہے وہ پیشہ ورانہ ہو یا دیگر صلاحیت میں، اسے صرف مناسب مقدمات میں کارروائی کرنے کے لیے عدالت کی صوابدید پر چھوڑنا۔ اسی طرح کا اثر مندرجہ ایک وکیل کے معاملے میں ([1]) کلکتہ عدالت عالیہ کے خصوصی بنچ کا فیصلہ ہے۔ مندرجہ ایک وکیل کے معاملے میں([2]) متعلقہ وکیل یقینی طور پر عدالت میں نعرے لگا کر وکیل کے طور پر کام نہیں کر رہا تھا، اس کے باوجود اس کے ساتھ لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ کی دفعہ 13(f) کے تحت کارروائی کی گئی۔ والیس کا مقدمہ (اوپر) کسی بھی قانونی شق پر فیصلہ نہیں تھا جیسا کہ ہمارے پاس لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ یا بار کونسلز ایکٹ میں ہے۔

اوپر بیان کردہ وجوہات کی بناء پر اور آس پاس کے حالات کی روشنی میں دیکھے جانے والے وکیل کے طرز عمل کے پیش نظر ہماری واضح رائے ہے کہ وکیل کو، اس معزز پیشے کے کسی رکن کے نااہل طرز عمل میں ملوث ہونے کی وجہ سے جس سے اس کا تعلق ہے، اسے کچھ وقت کے لیے کام سے معطل کر دیا جانا چاہیے۔ وہ اس عدالت کا وکیل ہے اور اس عدالت کے اکثریتی فیصلے کے مطابق وہ عدالت عظمیٰ ایڈوکیٹس (پریکٹس ان ہائی کورٹس) ایکٹ کے تحت پورے بھارتی یونین میں تمام عدالتوں میں اپنا پیشہ استعمال کرنے کا حقدار ہے۔ بمبئی عدالت عالیہ کی طرف سے مقرر کردہ مدت سے کم مدت کے لیے کوئی بھی معطلی واضح طور پر سنگین بے ضابطگی اور تکلیف کا باعث بنے گی۔ ہم

اس کے مطابق ہدایت دیتے ہیں کہ متعلقہ وکیل کو بمبئی عدالت عالیہ کی طرف سے مقرر کردہ معطلی کی مدت یعنی 13 اکتوبر 1956 تک کی مدت کے لیے پریکٹس سے معطل کیا جائے۔